سیکشن ب

مختصر سوالات و جوابات:

سوال نمبر۲:

(iii):

جواب:

حیدر آباد کے جلسے میں ایک مشاعرہ کی تقریب منعقد ہونی تھی۔ کسی وجہ سے مشاعرہ کی اس تقریب منعقد ہونے میں تاخیر ہوئی اور لوگ بور ہونے لگے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ نے لوگوں کو مصروف رکھنے کیلئے مائیک سنبھالا۔ انھوں نے چند ادھر ادھر کی باتیں کی۔ دہلی کی کے پرانے حالات کے بارے میں بتایا۔ پھر انھوں نے مولانا کریم الدین کے پانی پت آنے کا سفر مزاحیہ انداز میں بیان کیا۔ ان کے پٹے پرانے جوتوں اور خاک آلود کپڑوں کا ناجانے کن الفاظ میں خاکہ

کھینچا۔ مرزا فرحت اللہ کی یہ عادت تھی کہ وہ تقریر کرتے ہوئے اشارے کرتے تھے۔ تو تقریر کے دوران جب وہ کریم الدین صاحب کا واقعہ سنا رہے تھے تو اس کا ہاتھ بار بار مولوی وحیدالدین کی طرف جا رہا تھا۔ لوگوں کو شک ہوا کہ یہ تو وحیدالدین کے والد ہیں اور اتفاقاً نام بھی ایک جیسے تھے اور جب جلسہ ختم ہوا تو لوگ وحیدالدین کو چھیڑنے لگے اور وحیدالدین مرزا فرحت اللہ بیگ سے ناراض ہو گئے۔

(۷)

جواب:

ماسٹر الیاس نہایت شریف انسان تھے۔ ان کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ اس لیے کہ وہ سیدھا سادہ تھا وہ ہیرا پھیری نہیں جانتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں جانتا تھا۔ ان کے گھر بولنے میں گرامر اور قواعد کی غلطیاں نہیں۔ ان کی شکل ایسی تھی کہ لوگ صرف ان کو سلام دے کر چلے جاتے۔

لوگ ماسٹر الیاس سے دوستی اس لیے نہیں کرنا چاہتے

تھے کہ وہ نہایت سیدھا سادہ تھا اور اس کے بولنے میں یعنی جب وہ بات کرتے تھے تو اس کے الفاظ میں گرامر اور قواعد کی غلطیاں ہوتی تھیں۔

(vi)

جواب:

محلے کے بزرگ کے سمجھانے پر راجہ صاحب نے جواب دیا کہ ہمیں عورتوں کے معاملے میں نہیں بولنا چاہیے اور کہا کہ کیا ہم عورتوں کے معاملے میں بولتے ہوئے اچھے لگیں گے! اگر آپ سے ہو سکے تو اپنی بیویوں کو بھیجو اور انہیں سمجھاؤ۔ اور انھوں نے مزید کہا کہ اکٹھے رکھے ہوئے دو برتن بھی ٹکرا کر شور مچاتے ہیں پھر یہ تو جیتی جاگتی انسان ہیں۔

سبق کا نام:

اس سبق کا نام "ماسی" ہے۔

(vii)

جواب:

افسانہ گنہ سے ہمیں یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں غلام حسن جیسے ہزاروں لوگ ہیں جو اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کیلئے بہت جدوجہد کرتے ہیں۔ انسان ہمیشہ ایک ہی چیز کو دیکھ کر بور ہوتا ہے۔ اس لیے وہ ہمیشہ نئی کی خواہش کرتا ہے۔ انسان ہمیشہ نئی کی تلاش میں گھومتا ہے اور پھر اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے جدوجہد کرتا ہے اور اپنے سے اونچے عملے کے لوگوں کی باتیں سنتا ہے۔ اور اپنی خواہش کے بعد دوسری خواہش پھر اس طرح ہوتے ہوتے انسان اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

6

(viii)

جواب:

سبق منظور کا خلاصہ:

سبق منظور کی کہانی ایک ہسپتال میں اختر اور منظور کے گرد

6

گھومتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس سبق میں مصنف لکھتی
ہیں کہ جب اختر کو ہسپتال لایا گیا تو اس کی حالت
بہت خراب تھی۔ اس کی نبض کبھی بہت تیز
چلتی اور کبھی بہت وقفے کے بعد چلتی تھی۔ ڈاکٹروں
کے مطابق اس کو دل کی بیماری تھی جسے کورنری تھرمبوسس
کہتے ہیں۔

اختر کو جب صبح ہوش آیا تو اس نے
اپنے ساتھ والے بیڈ پر ایک بچہ دیکھا جو اس کی
طرف دیکھ رہا تھا۔ اس بچے کا نام منظور تھا۔ وہ ایک
غریب آدمی کا بیٹا تھا۔ ایک دن کھیل کود سے جب
وہ گھر آیا تو وہ سیدھا نہانے چلا گیا جس سے اس کا
نچلا دھڑ مفلوج ہوا۔ منظور ہسپتال کے تمام عملے کے
ساتھ نہایت گھل مل گیا تھا۔

اختر کو جب ہوش آیا تو منظور نے اس کو
سلام کیا اور اس کی خیریت پوچھی۔ اس کے بعد
اختر کو کئی دورے پڑے لیکن وہ بچ جائے۔ اختر خیال
کرتا تھا کہ اس کے بچنے کی وجہ ادویات نہیں بلکہ منظور
ہے۔ وہ اسے ایک مسیحا سمجھتے تھے۔

ایک دن منظور کو بتایا گیا کہ اب اس کا علاج
گھر پر ہوگا تو وہ بہت خفا ہوئے۔ کیونکہ وہ گھر پر اکیلے
ہوتے تھے۔ اس کے دل بہلانے کے لئے اس کے گھر میں

میں کوئی نہیں تھا۔ اس کے اگلی صبح جب افسر بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ منظور وہاں نہیں ہے۔ جب اس نے ساتھ کھڑی نرس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ صبح ساڑھے پانچ وفات ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد افسر کو کئی دورے پڑے۔ لیکن وہ بچ جاتا اور کچھ دنوں کے بعد اسے ڈسچارج کیا گیا۔

(xi)

جواب: سقراط حکیم ایک دانا شخص تھے۔ اسے فلسفہ سے دلی لگاؤ تھا۔ ابتداء میں اپنے آبائی پیشہ بت گری سے زندگی کی شروعات کی۔ پھر آئین کے تحت فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فوج سے فارغ ہونے کے بعد قوم کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ وہ کسی درختوں کے سائے میں اپنے طلباء کو فلسفہ پر تقریریں دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی تقاریر سے لوگوں پر اثر ہوا اور وہ مشہور ہوئے تو اس کے ہم وطن اس کے مخالف ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

اس کے مخالفین نے اس پر الزام لگایا کہ وہ نوجوان نسل کو ورغلا رہا ہے ان کے اخلاق خراب کر رہا ہے اور

انھیں اپنے والدین سے باغی کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔

سقراط کیلیے سزا:

سقراط کے مخالفین نے بہت شور لگایا اور اس پر الزام لگائے۔ اس ضمن میں اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ تحقیقات کے بعد اسے گردن زنی کی سزا سنائی دے گئی۔

سقراط کو جیل میں زہر کا پیالہ دیا گیا جو اس نے بے تکلف ہونٹوں سے لگایا اور اپنی جان دے دی۔

(xiii):

جواب:

تفصیلیہ:

یہ رموز و اوقاف کی ایک قسم ہے۔ یہ لفظ تفصیل سے نکلا ہے جس کے معانی فہرست کے ہیں۔

علامت:

تفصیلیہ کی علامت کچھ اس طرح ہے۔

(:-)

مثالیں:-

1:- اس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں بہت ساری چیزوں کی فہرست تیار کرنی ہو۔

مثلاً:-

ہمارے سکول کی لائبریری میں مندرجہ ذیل کتابیں ہیں:-

- کلیاتِ اقبال۔
- کلیاتِ غالب۔
- قصص الانبیاء وغیرہ وغیرہ

2:- اس کا استعمال وہاں بھی ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی مثالیں بیان کرنا ہو۔

مثلاً:-

کسی جگہ، چیز، یا شخص کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

مثلاً:-

احمد، اسلام [illegible] وغیرہ وغیرہ۔

3:- اس کا استعمال کسی عبارت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً:-

ذرا میری روداد سنو:- میں صبح سات بجے اٹھ گئی اور بس سٹاپ پر پہنچ گئی۔

(xii):

جواب:-

"بڑھے چلو" کا مرکزی خیال:-

اس نظم میں شاعر کہتا ہے کہ چاہے جو بھی حالات ہوں، راستہ کتنا ہی کٹھن ہو ہمیں رکنا نہیں چاہیئے۔ راستے میں پہاڑ آئے، جنگل آئے، دریا آئے یا سیلاب ہمیں اسے کسی خاطر نہیں میں نہیں لانا چاہیئے اور ہمیشہ اپنے مقصد پر توجہ مرکوز کرنی چاہیئے اور بڑھتے رہنا چاہیئے۔ شاعر نوجوانوں کو کہتا ہے کہ اپنے وطن کی خاطر ہمیشہ تن من دھن کی قربانی کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ کبھی بھی جھکنا نہیں چاہیئے۔ ہمیشہ اپنے ارادے مضبوط اور خود پر یقین رکھ کر آگے بڑھتے رہنا چاہیئے۔

(۱۷)

جواب:

استدراکی جملے:

استدراکی جملہ وہ جملہ ہوتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے معنی کو وسیع اور واضح کرتے ہیں۔ اس میں دوسرا جملہ پہلے جملے کی تردید کرتا ہے یا تصدیق یا توسیع کرتا ہے۔

استدراکی جملوں کے حروف:

استدراکی جملے کے حروف درج ذیل ہیں:-

کہ، پس، سو، بلکہ وغیرہ وغیرہ۔

چار جملے:

- اس نے صرف چوری ہی نہیں کی **بلکہ** ڈاکہ میں ڈالا۔
- میں یہ کہہ رہی تھی **کہ** مجھے بازار جانا ہے۔
- میں تھوڑی مصروف ہوں **سو** میں پارٹی میں نہیں آسکتی۔
- **پس** جس نے پرچہ کے دوران پیچھے دیکھا میں اس سے پرچہ لے لوں گی۔

حصہ سوم

تفصیلی سوالات و جوابات

سوال نمبر ۳

جواب: سوال ب

عبارت:

"اس مقدمے پر قیل و قال شروع ہوئی ----- مردوں میں سے زندوں میں لو آیا"

بحوالہ متن:

یہ عبارت سبق "شہرت عام اور بقائے دوام کا دربار" سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام محمد حسین آزاد ہے۔

سیاق و سباق:

اس سبق میں محمد حسین آزاد

کہتے ہیں کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عالی شان عمارت ہے۔ لوگ اس میں آ جا رہے ہیں۔ میں اس عمارت کے اندر گیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو دربار ہے۔ اس میں بہت سارے لوگ تھے کچھ وہ جو مر گئے تھے اور کچھ زندہ تھے۔ ہر ایک کو اپنی حیثیت کے مطابق نشست دی گئی تھی۔ مصنف کہتا ہے کہ دو قسم کے مردے ہوتے ہیں ایک وہ جو مر جاتے ہیں لیکن ان کی روح زندہ ہوتی ہے اور دوسرے وہ جو اپنی زندگی میں کچھ ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں جو ان کا نام ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔

وضاحت:

مصنف کہتا ہے کہ کچھ لوگوں کے درمیان مسئلہ تھا۔ لوگ مختلف باتیں کر رہے تھے۔ میں نے بھی چاہا کہ اپنے چہرے سے نقاب اتار دوں جو فرشتہ رحمت نے مجھے دیا تھا اور اس مقدمے کے بارے میں کچھ بولوں لیکن میرے ساتھی فرشتہ رحمت نے مجھے ایسا کرنے سے روک لیا اور کہا کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہوا اور جو جھگڑا میں اپنے خواب میں دیکھ رہا تھا وہ بھول گیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اگرچہ اس دربار میں مجھے اپنی کرسی

ملی یا نہ ملی۔ لیکن میں مردوں سے باہر زندوں میں
تو آیا۔ اس کا مطلب کہ وہ دربار جو مصنف خواب
میں دیکھ رہا تھا اصل میں مردوں کی بھیڑ تھی اور وہ مردوں
میں لگایا گیا۔ سو مصنف تو زندہ تھا وہ اس میں کیا
کرتا۔

سوال نمبر 4

جواب:

الف:

حوالہ متن:-

یہ اشعار نظم "جواب شکوہ" سے لیے گئے ہیں۔ اور اس کے مصنف کا نام "علامہ محمد اقبال" ہے۔

تشریح:-

ان اشعار میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم کیسے امتی ہو؟ کیسے مسلمان ہو؟ تم تو نہایت آرام طلب ہو۔ تمہارے دل اسلام سے باغی ہیں۔ تم اسلامی

تعلیمات کو بھول چکے ہو۔ تم پیغمبرؐ کیلئے رسوائی کا باعث ہو کیونکہ تم نے اس کے اقوال، تعلیمات اور احکامات کو بھلا دیا ہے۔ تمہارے آباؤ اجداد بتوں کو توڑتے تھے اور تم بتوں کے تراشنے والے بن گئے ہو۔ اور ابراہیمؑ جس کے والد بت بناتے تھے اور سنوارتے لیکن ابراہیمؑ نے ان بتوں کو توڑ دیا اور تم نے کیا کیا ابراہیمؑ کی اس حکمت کو بھلا دیا اور بت تراشنے والے بن گئے۔ ہر کسی نے اپنا نیا دین بنایا ہے۔ اپنے لیے ایک نیا کعبہ بنایا ہے۔ اور اس کے علاوہ دین اسلام میں بھی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق احکام بدلنے کی کوشش کی ہے۔ گویا تم نئے ہو، تم اپنے آباؤ اجداد سے بالکل مختلف ہو۔ تم میں اور تمہارے آباؤ اجداد میں فرق ہے وہ دین اسلام کے پرچارک تھے اور تم بت گر ہو۔

سوال نمبر ۳ :-

جواب :-

میرا پسندیدہ مشغلہ

تعارف:

ہر انسان اپنی زندگی میں سکون اور اطمینان چاہتا ہے۔ زندگی کے شکنجوں سے کچھ دیر آرام چاہتا ہے۔ مشغلہ سے مراد کہ فارغ وقت میں اپنے آپ کو ایسی سرگرمیوں میں مصروف کرنا جس سے انسان کو ذہنی سکون و اطمینان ہو۔ ہر انسان کا اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے اسی بنا پر ہر کسی کا اپنا مشغلہ ہوتا ہے۔ جیسے کچھ اخبار بینی کرتے ہیں، کچھ کتابیں پڑھتے ہیں، کچھ باغ میں پودے وغیرہ لگاتے ہیں، کچھ کا مشغلہ تصویریں بنانا ہوتا ہے۔ الغرض ہر کسی کا اپنا مشغلہ ہوتا ہے جو وہ فارغ وقت میں سر انجام دیتا ہے۔

میرا مشغلہ:

مجھے پڑھائی سے بہت شوق ہے۔ اس کے علاوہ میرا شوق ہے کہ میں ہر علاقے کی ثقافت، رہن سہن کے بارے میں جان سکوں۔ یعنی یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ مجھے مختلف علاقوں کی سیر کرنا بہت پسند ہے۔
اس کے لحاظ سے مجھے "کتب بینی" یعنی مختلف کتابیں

پڑھنے کا بہت شوق ہے۔

کتب بینی کے فوائد:۔

میں مختلف قسم کی کتابیں پڑھتی ہوں۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی ہر قسم کی کتابیں پڑھنے کا مجھے شوق ہے۔ بچوں کی کہانیاں اور افسانے بھی میں پڑھتی ہوں۔

← مختلف کتابیں پڑھنے سے مجھے مختلف علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

← مختلف کتابیں پڑھنے سے میرے علم میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔

← مذہبی کتابیں پڑھنے سے مجھے اپنے مذہب کے بارے میں کافی معلومات ہیں۔

← ہمارے روزمرہ کی زندگی میں بہت سے ایسے معاملات ہیں جو اگر اسلامی تعلیمات سے حل نہ کیے جائیں تو بہت مسائل پیدا ہوں۔ اگر کوئی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اس مسئلے کا حل تلاش کریں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔

← مختلف تاریخی کتابیں پڑھنے سے ہمیں پرانے زمانے کے لوگوں کے رہن سہن، رسم ورواج اور ثقافت کا پتہ چلتا ہے۔

← اپنے ملک کے حالات کہ وہ کیسے وجود میں آیا۔ کتنے لوگوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اس ملک کو آزاد کیا۔ یہ سب تاریخی کتابوں کے مطالعے سے حاصل ہوتی ہے۔

← کتابیں پڑھنے سے reading skills میں اضافہ ہوتا ہے۔

خاتمہ:

الغرض کسی بھی انسان کی زندگی میں مشغلہ نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

← ایک انسان اپنے فارغ وقت کو ضائع ہونے سے بچا سکتا ہے اور اس وقت کو اپنے لیے مفید بھی بنا سکتا ہے۔

← ایک انسان اپنے پسندیدہ مشغلہ کو سرانجام دینے کے بعد خود کو تروتازہ محسوس کرتا ہے۔

حصہ دوم

مختصر سوالات و جوابات

سوال نمبر ۲:

(ii)

جواب:

عبدالودود قمر:

عبدالودود قمر ضیاء جعفری کے بہت گہرے دوست۔ وہ ایک بہت [illegible] تھے۔ اگرچہ انھیں قلم پر خاص برتری حاصل نہیں تھی لیکن وہ انتظام چلانے میں ماہر تھے۔ انھوں نے ضیاء جعفری کے ساتھ مل کر اردو ادب کی محفلوں کو خوب ترقی بھی دی۔

دائرہ ادبیہ کے مصنفین:

دائرہ ادبیہ کے بہت

مصنف ہیں چند کے نام درج ذیل ہیں۔

- مولانا عبدالحمید کلام
- پطرس بخاری
- عبدالقادر
- ضیاء جعفری
- وحیدالدین، عبدالحق وغیرہ وغیرہ۔